© rasailojaraid.com

عہد شاہ عالم ثانی کا ایک افغان شاعر

ملا لتاڑ خاں افغان رام پوری

از جناب خان غازی کابلی صاحب

پچھلے دنوں خان غازی صاحب کابلی نے "بیسویں صدی" کے لیے ایک مضمون بعنوان "غالب کے افغان دوست اور شاگرد" لکھا تھا اور اس سلسلے میں مضمون کا تعارف کراتے ہوئے برسبیل تفریح کہا تھا کہ رام پور میں ایک افغانی مجلس میں مرزا غالب کی ملا لتاڑ خاں سے ملاقات ہوئی تھی اور اس ملاقات کے دوران میں لتاڑ خان نے پشتو کا ایک شعر غالب کو سنایا تھا جس کا ترجمہ اردو شعر میں مرزا صاحب نے یوں کیا تھا ؎

روز آتا ہے مرے دل کو تسلی دینے تجھ سے اے دشمنِ جاں تیرا خیال اچھا ہے

خان غازی کو اس وقت قطعاً یہ خیال نہ تھا کہ "لتاڑ خاں" نام کی کوئی شخصیت کبھی گذری ہے یا اس نام کی کسی شخصیت کا کبھی کوئی وجود تھا۔ لیکن اب نیشنل میوزیم نئی دہلی میں کابلی صاحب کو ملا لتاڑ خاں رام پوری کا پورا افغانی دیوان مل گیا ہے اگرچہ ملا لتاڑ خاں کا تعلق اس عہد سے نہیں ہے جس میں مرزا غالب نغمہ سرائی اور سخن طرازی کیا کرتے تھے تاہم ملا لتاڑ خاں رام پوری کے اس دیوان سے یہ پتہ لگتا ہے کہ شاہ عالم ثانی کے زمانے میں ہندوستان کی کیا حالت تھی اور ہندوستان کے افغان کس رنگ میں سوچتے تھے۔ ملا لتاڑ خاں نے اپنی نظم میں شاہ عالم ثانی کو "سنی چار یاری" اور سچا مسلمان، لکھا ہے اور اس کی سلطنت کی مضبوطی کے لیے دعا بھی کی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مغل بادشاہ شاہ عالم ثانی اور ہندوستانی افغانوں میں کوئی مخاصمت نہ تھی بلکہ عقیدت اور محبت کے رشتے استوار تھے۔ خان غازی کابلی نے اس مضمون کے دوران غلام قادر خاں سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

متعلق بیان کردہ مظالم کے افسانے کو بھی ایک سیاسی افسانہ قرار دیا ہے اور لکھا ہے چونکہ ضابطہ خاں شاہ عالم ثانی کے وزیر تھے اور ان کے بعد ان کے لڑکے غلام قادر خاں وزیر بنے تھے اور اُن کے عہد میں ہی مرہٹوں اور انگریزوں نے سازشیں شروع کر دی تھیں اور مرہٹے لال قلعہ میں گھس آئے تھے اور پھر غلام قادر خاں نے انہیں قلعہ سے نکال کر دہلی سے دم دبا کر بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس لیے غلام قادر خاں کے مظالم کا افسانہ مرہٹوں اور انگریزی سیاست کا مذموم شاہکار تو ہے جس کا حقیقت سے دُور کا بھی تعلق نہیں ہے اس سلسلے میں ہم ارباب نظر کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ خان غازی کے نظریے کی تائید یا مخالفت میں بھی اپنے اپنے کا دشوں کو دنیا کے سامنے رکھیں۔ (بُرہان)

ایک زمانہ تھا کہ راس کماری اور خلیج بنگال سے سرحدِ ہند (دریائے سندھ) تک افغانی زبان (پشتو) سمجھی اور بولی جاتی تھی، خاندیس (دکن) روہیل کھنڈ (وسطِ ہند) فرخ آباد اور چراغ دہلی میں پشتو کے مشاعرے ہوا کرتے تھے ویسے تو افغانی زبان (پشتو) غوریوں، لودھیوں، اور سوریوں کے عہد تک عوامی زبان رہی ہے لیکن اس کا سنہری زمانہ لودھیوں، سوریوں اور فرنگی سامراج کے ابتدائی دور تک رہا ہے اور اس زمانے میں افغانی (پشتو) آج کی طرح غیر ملکی نہیں بلکہ ہندوستانی زبان سمجھی جاتی تھی۔ بہلول لودھی اور خلیل نیازی کے افغانی شاعری کے نمونے "پشتو تاریخِ ادب" میں محفوظ ہیں یہ ہندوستانی کتب خانوں میں پشتو شعر و ادب کے اس قدر ذخیرے موجود ہیں کہ اتنے افغانستان میں بھی نہیں ہیں۔ رامپور کا کتب خانہ "رضائیہ" اس سلسلے میں خاص شہرت رکھتا ہے اس کے علاوہ کلکتہ، پٹنہ، بھوپال اور دلّی کے نیشنل میوزیم میں بھی پشتو کی علمی ادبی، سیاسی، تاریخی نایاب کتابیں الماریوں کی زینت ہیں یاد رہے کہ ہندوستان میں مسلمان بحیثیت قوم دو گروہوں میں تقسیم ہیں۔ "ایرانی" سب جمع "مغل" ہیں۔ کیوں کہ ایرانی مغل شاہنشاہ نصیر الدین ہمایوں کے ساتھ ایران سے ہندوستان آئے تھے۔ اور سنی" سب کے سب جمع "افغان" ہیں بہرحال آج ہندوستان میں ۹ کروڑ افغانی مسلمان آباد ہیں۔ جو متحدہ افغانستان "پشتونستان"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"سخپتونستان" میں بھی اتنے نہیں ہیں۔ راجستھان میں اسلام آباد (ٹونک) وسطِ ہند میں روہیل کھنڈ، رام پور، بریلی، فرخ آباد۔ مراد آباد۔ شاہجہان پور۔ مدھیہ پردیش میں بھوپال، محمد گڑھ گوالیار، بہار میں سہسرام دکن میں خاندیس، یہ تمام علاقے اور شہر افغانی مسلمانوں سے بھرے پڑے ہیں اور متحدہ ہندوستانی قومیت کے جزبن کر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس مضمون میں مجھے یہ بتانا مقصود ہے کہ آخری مغل دور میں بھی افغانی زبان (پشتو) کو بہت ہی زیادہ اہمیت حاصل تھی اس سلسلے میں "دیوان ملا لناڑخان" جو اس وقت نیشنل میوزیم نئی دہلی میں موجود ہے پیش کیا جاتا ہے۔ "ملا لناڑخاں" رام پور کے رہنے والے تھے جس کا ثبوت ان کی ایک رباعی ہے جو ان کے قلمی دیوان میں درج ہے۔ ملاحظہ ہو ؎

اُور پہ "سخپتون" نور ہندوستان شوہ — پہ رام پور جمع داڑہ افغان شوہ !
دِ لوئیو، وڑوکو، داوُری یا رانو ! — "سردار" نواب فیض اللہ خان، شوہ

"جب تمام ہندوستان افغانوں کے لیے آگ بن گیا، تو سب رام پور میں آکر جمع ہوئے۔
دوستو! اس وقت سب خورد وکلاں افغانوں نے اپنا سردار (رہنما یا لیڈر) تو اب
فیض اللہ خان کو منتخب اور مقرر کیا"

دیوان کے خاتمہ پر یہ عبارت درج ہے ـــــ "تمام شد دیوان ملا لناڑخاں بزبانِ افغانی جلوس شاہ عالم بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہٗ وسلطنتہٗ بدستخط حقیر فقیر روح اللہ خان ؎

ہر کہ خواند دعائے طمع دارم — زاں کہ من بندۂ گنہ گارم" ـــــ

اس تحریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دیوان لناڑخاں بزبان افغانی شاہ عالم ثانی کے عہد میں تالیف ہوا ہے۔ ۱۹۴۷ء کے بعد حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کی علم دوستی کے صدقے میں یہ "کتب خانہ حضوری ٹونک" (راجستھان) سے "نیشنل میوزیم نئی دہلی" میں آیا ہے اور مجھے اس کے درشن جناب نریندر ناتھ شرما اور مولانا عمری بخاری کے لطف وکرم سے حاصل ہوئے ہیں۔

دیوان "لناڑخان" کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستانی افغان (روہیلے) دہلی کے مغل تاجدار شاہ عالم ثانی کے بدخواہ اور دشمن ہر گز نہ تھے اور غلام قادر خاں افغان کے مظالم کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آدمی اپنے گھر میں سلطان ہے، اس کے فرمان میں طاقت نہیں اس لیے اس کا حکم بھی نہیں چلتا، پورا میں اس کی عمل داری نہیں ہے اور یہی حالت دکن کی ہے اس کے خزانے میں بھی زور نہیں ہے اس اس کا ایوان لشکر سے خالی ہے۔ چاروں طرف ملک اس سے گریزاں ہے، منہ بند دل ہی دل میں مصروف فغاں ہے، اغیار کے ظلم سے دہلی میں قید ہے، اور قسمت کا منتظر ہے اس کے ہاتھوں میں "گلِ بہار" خزاں سے پژمردہ ہے۔ اس کے دل کا جام "مئے ارمان" سے بھرا ہوا ہے اور اس کا عندلیب گلستان گل آرزومند ہے اس کا بجت یاوری نہیں کرتا اور اس کی مرادوں کا دیوان ویران ہے۔ اس کا غمزدہ دل غموں سے فکر کی آگ میں بریان ہے۔ نصیب کی برگشتگی سے گھر میں مہمان ہے۔ ظاہر میں ہنستا اور مسکراتا ہے مگر باطن میں رو رہا ہے ہاتھ پاؤں سے کچھ نہیں کر سکتا خدا کی قدرتوں کو دیکھ کر حیران ہے۔ دنیا کے "زندانِ غم" میں اسیر ہے۔ دنیا کے نفع ونقصان سے مجبوراً بے تعلق ہے، اس کے حرص کے گھوڑے پر زین کسا ہوا ہے مگر پائے بند اپنے تھان پر کھڑا ہے، نیلے تیر کی طرح میدان میں زخمی ہے اور خدا کے حکم اور فرمان کو سننے کے لیے کان لگائے ہوئے ہے۔ دل وجان سے اس کی یہ تمنا ہے کہ سلطنت کرے اور خدا سے یہی دعا کرتا ہے۔ جب تک مجھ میں طاقت ہے میں بھی اس کے لیے یہی دعا کرتا رہوں گا کیونکہ شاہ عالم "سنی چار یاری" ہے اور سچے مذہب پر قائم ہے۔ جو کوئی بھی علی گوہر سے دشمنی کرتا ہے وہ اپنی جان کا دشمن ہے بادشاہوں کی دشمنی میں دین ودنیا کا نقصان ہے یہ "لتاڑ خان" کا کہنا نہیں ہے سرورِ آخر زمانؐ کا فرمان ہے۔"

"ملا لتاڑ خاں" کی مندرجہ بالا نظم کے آخری اشعار اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ شاہ عالم ثانی سنی المذہب سچے مسلمان تھے اور چونکہ تمام افغان سنی المذہب ہیں اس لیے "لتاڑ خاں" نے اس کی سلطنت کی مضبوطی کے لیے دعا کی ہے اور اس کے دشمن کو اپنی جان کا دشمن بتایا ہے اور یہ بھی کہ بادشاہوں کی دشمنی میں دین ودنیا کا نقصان ہے اگر حقیقت میں ہند کے افغان مغل بادشاہ شاہ عالم ثانی کے دشمن ہوتے تو ایسی حالت میں احمد شاہ ابدالی افغان فتح دہلی کے بعد شاہ عالم ثانی کے حق میں ہندوستان کی بادشاہت سے کیوں دست بردار ہوتے؟ حقیقت یہ ہے کہ غلام قادر کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مظالم کا افسانہ ایرانیوں، مرہٹوں، اور انگریزوں کی تکوینی سیاست کا شاہکار ہے جو شاہ عالم ثانی کو اپنی انگلیوں پر نچانا چاہتے تھے لیکن اس کے خلاف غلام قادر خاں جو اپنے والد ضابطہ خاں کے بعد شاہ عالم کے دربار میں جانشین تھے یعنی وزیر اعظم تھے "قلعۂ لال" میں غیروں کا اقتدار برداشت کرنے کو تیار نہ تھے چنانچہ "واقعات دار الحکومت دہلی" کے ص۶۷۳ تا ص۶۷۶ پر ذیل کی عبارت ملاحظہ ہو۔

"۱۷۸۵ء میں ضابطہ خاں نے انتقال کیا اور غلام قادر خاں اس کی جگہ (وزیر) ہوئے اسی سال شاہ عالم نے اپنے آپ کو مرہٹوں کی سپردگی میں دے دیا جو سیندھیا کے تحت تھے مرہٹوں نے قلعہ میں اپنی فوج گھسا سیندھیا مہاراج نے ٹیل کا لقب لیا لیکن غلام قادر خاں اپنے گھمنڈ میں تھا اور اپنے غرے میں مرہٹوں کو کب خاطر لاتا تھا مرہٹوں سے لڑنے پر اتر آیا ۱۷۸۷ء میں قلعہ کے سامنے شاہدرے میں لشکر ڈال دلی پر حملہ کی تیاری کرنے لگا قلعہ سے گولے برسنے لگے غلام قادر کب چوکنے والا تھا گولوں کا جواب گولوں سے دینے کے علاوہ اس کے پاس ایک چلتا ہوا نسخہ دام و درم کا بھی تھا۔ ع

"زر بر سرِ فولاد نہی نرم شود"

نتیجہ یہ ہوا کہ مغل اُدھر (مرہٹوں) سے ٹوٹ اِدھر (غلام قادر خاں سے) آن ملے۔ مرہٹے بے یار و مددگار رہ گئے اور شہر سے نوک دم بھاگے اور غلام قادر خاں حضوری میں باریاب ہوئے"

بس اصل بات اتنی سی ہے اس کے بعد جو کچھ ہے افسانہ سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ ملوکیت کے پرستاروں نے جو لغو افسانہ غلام قادر خاں کے سلسلے میں مشہور کیا ہے تعجب ہے کہ اس سے سر علامہ محمد اقبال جیسے افغان دوست بھی متاثر ہوئے ہیں اس لیے انھوں نے غلام قادر خاں کو ظالم اور ستمگر کہا اور لکھا ہے۔ ع نکالیں شاہ تیموری کی آنکھیں نوکِ خنجر سے،

ملا نساخ خاں رام پوری نے اپنا دیوان ۱۲۰۹ھ میں مکمل کیا۔ چنانچہ اپنی ایک نظم میں فرماتے ہیں کہ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چہ تمام می دا کتاب شوہ افغانی — شوی ہجری دوصل زرہ نوی کال ہجرانی
دِ اندوہ جونگڑہ می دِ ریانہ کڑہ بارانو — دِ شادی پہ ملک می دِ کڑلہ ودانی
چہ ندا دِ آزادی را باندہ وشوہ — نوری لری کل اسباب کڑل زندانی
بے فائدہ روزگاری وارڑہ فراموش کڑہ — زہ "لتارڑ" بہ کڑم اوس ذکر سبحانی

"سنہ ۱۲ ہجری کا سال تھا جب میں نے یہ افغانی کتاب پوری کی، غم و اندوہ کے جھونپڑے برباد کرکے اقلیم مسرت کو آباد کیا۔ جب بھی کسی نے آزادی کے لیے پکارا تو میں نے زندانی (غلامی) کے اسباب کو پرے پھینکا۔ اب بے فائدہ روزگار کو میں نے فراموش کر دیا ہے اور خدا کی یاد کروں گا۔"

شعر ملا سے ظاہر ہوتا ہے کہ دیوان لتارڑ خاں ۱۲۰۹ھ میں تحریر کیا گیا ہے اس لحاظ سے آج اس کی عمر ۱۷۹ برس کے قریب ہے۔ اس کا کاغذ کھردرہ (دیسی) ہے۔ افغانی رسم الخط میں سیاہ جلی حروف میں لکھا ہوا ہے اس میں حمد و نعت چار یاروں کی مدح کے بعد کئی غزلیں، مخمس اور رباعیات درج ہیں۔ ذیل میں چند غزلیات اور رباعیات کا انتخاب پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) کہ خبر شی دِ عاشقو لہ رواجہ — دودانہ ودانی بہ کڑی تاراجہ
مصلے دِ بی ننگی بہ یسی لنگ کڑی — توبہ کا زیہ شی د دی دنیا لہ تاجہ
خوشحالی بہ دِ دھر فراموش کڑی — دد دیدن تہ بہ مدام گرزی محتاج

کہ رنځور بہ عاشقی کښی شی "لتارڑ"
طبیبان بہ دِ عاجز شی لہ علاجہ!

"اگر عاشقوں کے رواج سے خبردار ہو جاؤ گے، تو ان آبادیوں کو تاراج کر دو گے بے ننگی کے مصلے کا لنگ بنا کر باندھو گے اور دنیا کے تخت و تاج سے توبہ کر لو گے دنیا کی خوشیوں کو فراموش کر دو گے۔ ہمیشہ حسینوں کی دیدار کے لیے محتاج پھرو گے۔ اگر عشق کی بیماری سے تم لتارڑ بیمار ہوئے تو طبیب بھی تمہارا علاج نہیں کرسکیں گے۔"

شہ آگاہ پہ دا دنیا کښی راست دچپ — دیرہ نل لتہ دِ نوس دبی لہ غپ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پہ دا ویران ښهر ټګان دي راګډ شوي — په غلول ئې خلق کړه سره کپ
د یقین منګی کړه ډک د مراد له بحره — مازا خله دا ادیه په څوګ د لپ
له نابودو کارو توبه کړه "لتاړا" — که ویریږې د دوزخ د اور له تپ

"اچھی طرح دنیا کے راست وچپ سے آگاہ رہو۔ ایک پیٹ اور دوسرے کتے کی "تغپ" یعنی بھونکنے سے ہمیشہ ڈرو۔ اس برباد شہر میں کہیں سے ٹھگ آن کر داخل ہوئے ہیں جنہوں نے لوگوں (خلق) کے سر"کپ" ٹکڑے ٹکڑے کر دئے ہیں۔ یقین کے گھڑے کو بحرِ مراد سے بھر لو۔ بوند بھر پانی کو سیٹھوں سے مت نکالو، نابود اور برے کاموں سے اے "لتاڑ" بھاگ۔ اگر آتش دوزخ کی گرمی کا خوف ہے۔"

په شپه ناست يې "مې نوشي" په ميخانه کښ — او د ورځې کوې شغل د کتاب !
له دریابه خلق دُر د ګوهر د کاږي — را او کاږې ته کوډرې د دریاب !
د قارغه په شیر مردار خور اک شو — بلبل نشوي چې تل ذوق کړي له ګلاب
خوله بد و استغفار نشي "لتاړا" — خیل دلبر ته درته نشي بې نقاب

"رات کو "مے خانہ" میں "مے نوشی" کرتے ہو، اور دن کو کتاب کا شغل، لوگ دریا سے دُرّ نکالتے ہیں مگر تم ٹھیکریاں نکالتے ہو۔ افسوس! تم کوّے کی طرح مردار خور ہو گئے ہو۔ بلبل نہیں جو گلاب کا ذوق رکھتا ہے۔ جب تک اے "لتاڑ" تم بدی سے توبہ نہ کرو گے، تمہارے سامنے تمہارا دلبر بے نقاب ہو کر نہیں آئے گا۔"

چا چه څښلی دي د ستا د شونډو شراب — هغه ګرځي په دُنيا مست و خراب
ګفتګوي د تا له ذکره نور خـه نکړي — مطربان چه "شګهار" کا د رباب !
که مجلس د بُت پرستو، مې خورد دي — آغلي ستا اِسم، په بُت په میو ناب
زه "لتاړ" د فاني بمار د فارغ شم — که زړګی مې ستا په مينه شي کباب

"جس نے بھی تمہارے ہونٹوں کی شراب نوش کی ہے وہ دنیا میں مست و خراب گھوم رہا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

گفتگو میں تمہارے ذکر کے سوا کوئی بات نہیں کرتا حتیٰ کہ مطرب بھی جب رباب بجاتے ہیں تو تمہارا ہی نام لیتے ہیں اسی طرح بُت پرستوں کی مجلس میں مے خور بھی تمہارے ہی نام سے "مےٴ ناب" کے جام چڑھاتے ہیں۔"

کله خر غوندې ډېر انو وته رفتار کړې — خوار د خان که خبر نشوې له مطلبه
له سړو هميشه کنارا گرزې — رنگ دې ورک شه له سپو کوې لوب
د ناقص پير مريدي مکړه نادانه — څه خبر دې نابينا د روز و شب
د "لتاړ" دې خبرو ته غوږ کيږده — دغه پسه کوه طمع د منصب

گدھے کی طرح تمہاری رفتار "روڑیوں" کی جانب ہے، اس لیے اپنے مطلب سے باخبر نہیں ہوئے بلکہ خوار و ذلیل ہو گئے۔ انسانوں سے تم ہمیشہ گریزاں اور کنارہ کش رہتے ہو۔ خدا تمہارا رنگ تبدیل کردے کیونکہ تم کتوں کے ساتھ کھیلا کرتے ہو۔ ناقص پیر کی مریدی اے نادان مت کر کیونکہ اندھے کو روشن دن اور رات کا کیا پتہ ہوتا ہے۔ اے "لتاڑ" میری ان باتوں کے سننے کے لیے کان کھول دے اس کے بعد کسی مرتبہ یا منصب کا طلبگار بن۔"

خدايه ما ګل کړې د مينې د ګل زار را — په دا ګل کې بيا کړې په فضل د ديدار را
چه يې سيز منافقان په سر د لمبو کې — رتبه مالره امان له صحنه نار را
چه پرتې دي د خوبانو په رخسار رو — له مغور زلفينو مالره يو تار را
زه "لتاړ" دا عرض تل کومه د تا ته — لذت مالره د کشيلو د رخسار را

"اے خدا مجھے گلزار محبت کے پھول کی محبت عطا کر اور پھر اس کے دیدار سے اپنے فضل سے شاد رکھ، وہ آگ جس کے شعلوں میں منافق جلتے ہیں اس آگ سے مجھے امان بخش، وہ زلفیں جو حسینوں کے رخ پر پریشان ہیں ان کا کوئی تار میرے حصے میں بھی آئے "لتاڑ" ہمیشہ یہی عرض تم سے کرتا ہے کہ اسے حسینوں کے رخسار کی لذت عطا کر۔"

اوس دې لګيدلې په هر چا له خپله تنه — پېښه د هر چا ته په خپل ځان کې شوه با

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ری دِ غفلت پٹی لہ سرہ کڑہ "لتاڑا" لاس پہ تورا کیگدہ پہ میدان شوہ غزا

"ہر کوئی اپنی لگائی ہوئی آگ میں جل رہا ہے اور ہر کوئی اپنی بلا (مصیبت) میں مبتلا ہے غفلت کے بوجھ کو اے "لتاڑ" پرے پھینک دے، تلوار ہاتھ میں لے کیونکہ "غزا" یعنی میدانِ جنگ گرم ہے"

مندرجہ بالا اشعار ملا لتاڑ خاں کی غزلوں میں سے منتخب کر کے مع ترجمہ کے پیش کئے گئے ہیں۔

اب ذیل میں ملا لتاڑ خاں کی چند رباعیات پیش کی جاتی ہیں، ملاحظہ ہو۔

محبوبہ مستہ لہ ما جدا شوہ دا نہ پوھیزم چہ خہ بلا شوہ

برخہ می حہ رَم دِ غم زڑا شدہ شادہ درخ لاڑہ لہ ما "لتاڑا"

"کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیسی مصیبت ہے کہ میری مست محبوبہ مجھ سے جدا ہو گئی ہے خوشی کا دن مجھ سے "لتاڑ" چلا گیا اور میرے حصے میں غم کا رونا آگیا ہے"

"گھائیلو" زڑونو دینے جاری کڑی محبوبی بیا سترگی خماری کڑی

پہ دا دنیا کبن کہ یاری کڑی ترسرہ تیرشہ درتہ "لتاڑا"

محبوبہ کی آنکھیں پھر خماری ہو گئی ہیں اور زخمی دلوں سے خون بہنے لگا ہے اے "لتاڑ" اگر اس دنیا میں یاری کرتے ہو تو سر سے گذر جاؤ"

صبری نشی کرم فریاد د نہ، پہ زڑہ بار شوہ دِ غم بار د نہ

کہ زرہ "لتاڑ" کڑم سل علاجونہ "گھاؤ" دِ خاطری صحت نکاند

"دل پر غم کے بوجھ لد گئے ہیں جبر نہیں کر سکتا اس لیے فریاد میں کرتا ہوں یعنی چلاتا ہوں دل کا زخم صحت یاب نہیں ہوتا اگر چہ میں "لتاڑ" سیکڑوں ہی علاج کرتا ہوں"

رباعی ۲ و ۳ میں "گھاؤ" اور "گھائیلوں" کے الفاظ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ رو ہیلے افغانوں کی افغانی زبان میں "لتاڑ خاں" کے وقت میں "ہندی" الفاظ شامل ہو گئے تھے۔

پہ رشنہ پوھیگی چہ عاشقان دی زُلفی دِ کشلیو تور شاماران دی

ترپہ خنگ گزری چہ ھشیاراں دی چیچل پہ زرہ کا تشہ "لتاڑا"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"حسینوں کی زلفیں سیاہ سانپ ہیں اور یہ بات عشاق جانتے اور سمجھتے ہیں اے "لتاڑ" سانپ دل کو کاٹتے ہیں اور اس لیے وہ لوگ جو ہشیار ہیں اُس سے دور دور رہتے ہیں"

"لتاڑ" اودزہ لہ ناموننگہ | پہ عشق کبن ل شہ تہ لہ پتنگہ
کلہ سر بائیلو پلہ محبت کبن | نزدِ بلہ کینے دیار پہ څنگہ

اے "لتاڑ" ننگ و نام سے گذر اور عشق میں پتنگ کا دوست بن، محبت میں سر کو کھپا دے اور یار کے پہلو میں بیٹھ"

میں نے "مشتے نمونہ از خروار" کے تحت ملا لتاڑ خاں کے دیوان سے چند غزلوں اور رباعیوں کو مع ترجمہ کے پیش کیا ہے۔ افسوس کہ ہندوستان میں افغانوں کا اب کوئی قومی ادبی مرکز نہیں رہا ہے اس لیے ان کے اسلاف کے جواہرات "عجائب خانوں" میں پڑے ہیں اور انہیں دیمک کھا رہے ہیں۔

"ملا لتاڑ خاں" رام پور کے رہنے والے تھے ان کا اپنا بیان بھی یہی ہے اور ان کے نام سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے رام پوری "قلم کار" کو آج اپنی زبان میں "لکھاڑ" کہتے ہیں اور "لتاڑ" بھی "لکھاڑ" کی طرح ایک رام پوری زبان کا لفظ ہے یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ رام پور میں آج بھی کوئی فرد ملا لتاڑ خاں کے خاندان کا موجود ہو اگر کسی کی نظر سے میرا یہ مضمون گذرے تو اس سلسلے میں

دار العلوم دیوبند کا علمی دینی ترجمان

ماہنامہ دار العلوم دیوبند

گذشتہ ۲۶ سال سے پابندیٔ وقت کے ساتھ جاری ہے، کتاب وسنت کا بہترین شارح، تعلیماتِ اسلامیہ کا ترجمان، مسائلِ عصریہ اور افکارِ جدیدہ کے متعلق اس کے محققانہ مضامین سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ دار العلوم کے دار الافتاء کے تازہ فتاوی، اور بزرگانِ دیوبند کے قیمتی مقالات رسالہ دار العلوم میں ملاحظہ فرمائیے۔ سالانہ چندہ ساتھ روپے، منی آرڈر سے روانہ فرمائیے، وی پی کی فرمائش نہ کیجیے۔ نمونہ کے پرچہ کے لیے ۶۵ پیسے کے ٹکٹ آنے چاہئیں۔

خط وکتابت کا پتہ: سید محمد ازہر شاہ قیصر ایڈیٹر رسالہ دار العلوم دیوبند (یوپی)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قسط نمبر (۸)

ہندو تہذیب اور مسلمان

از ڈاکٹر محمد عمر صاحب استاذ تاریخ جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی

نواب آصف الدولہ بڑی دھوم دھام سے ہولی کا تہوار مناتا تھا اور اس تہوار سے متعلق تمام رسومات کی پابندی کرتا تھا۔ اٹھارہویں صدی میں ہولی کے جشن کو نوروز کے جشن کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ میر تقی میر نے نواب آصف الدولہ اور نواب سعادت علی خاں کے عہد کے جشن ہولی کا دلچسپ اور بڑی تفصیل سے نقشہ پیش کیا ہے۔

چند اشعار ملاحظہ ہوں:

دستہ دستہ رنگ میں بھیگے جوان　　جیسے گلدستے تھے جوؤں پر رواں
زعفرانی رنگ سے رنگیں لباس　　عطر یابی سے سبھوں میں گل کے پاس
قمقمے جو مارتے بھر کر گلال　　جس کے لگتا آن کر پھر منہ ہے لال
ٹٹیاں دریا کی باندھے دو طرف　　کیا چراغاں آسماں کی ہو طرف
ایک عالم دیکھتا ہے دور سے　　رات، دن تھی روشنی کے نور سے
کشتیوں میں جو ٹے بھر کر چلے　　پانی میں شعلوں کے ریلے چلے
سوانگ کیا کیا بن کے آئے درمیاں　　دیکھنے کا سوانگ تھا سارا جہاں
کیسی کیسی دیکھیں شکلیں تازیاں　　سحر کرتے تھے کہ صورت بازیاں
کیا ہوائی چھوٹنے کا ہے بیاں　　دو ذنب جیسے ستارے ہوں عیاں

اس کے بعد میر نے مختلف آتشبازیوں کے چھوٹنے کا ذکر کیا ہے اور اس منظر کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ بعد ازیں وہ رقص و سرود کا ذکر کرتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تحت بہر زناں رقص کناں   چنے رستوں میں بے چنیں و چپناں[۵۱]

انشاء اللہ خاں، انشاء نے سعادت علی خاں کی ہولی کی مجلس کا بیان ان الفاظ میں کیا ہے۔

"نواب ممدوح .... ہر کرا دریں مقام گمان خوشامد باشد، یکبار رسیدن او در حضور عالی علی الخصوص در ایام ہولی شرط است تا بیند کہ راجہ اندر در پریاں خوشتری نہاید یا ولی نعمت در مجمع حور نژادان وگوہر ازنیان می بارد یا از زبان آنجناب"[۵۲]

مختصر یہ کہ نواب سعادت علی خاں کی مجلس ہولی اندر کے اکھاڑے کا منظر پیش کرتی تھی۔ رنگ پاشی بادہ نوشی اور رقص و سرود کے علاوہ سوانگ بھرے جاتے تھے۔ نواب صاحب اندر کا روپ بھرتے تھے اور مستورات گوپیاں بنی تھیں اور پھر رنگ رلیاں منائی جاتی تھیں۔

یہی حال بنگال کے صوبہ دار میر محمد جعفر خاں کا تھا۔ وہ ہولی کے تہوار کا بڑا اہتمام کرتا تھا۔ فقراء اور قلندروں کو اس دن کھانا کھلاتا تھا اور ہر ایک فقیر کو بطور خیرات ایک روپیہ دیا کرتا تھا۔ یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ مسلمانوں نے ہندوؤں کے تہوار اور دیگر رسموں کو اپنانے کے ساتھ ساتھ اُن کو اسلامی رنگ دینے کی بھی کوشش کی تھی۔ مثلاً ہولی میں ہندو خیرات وغیرہ نہیں بانٹتے مگر مسلمانوں نے اس تہوار کو اسلامی رنگ دینے کے لیے اس میں فقیروں کی تواضع اور ان کو خیرات دینے کا عمل داخل کر لیا۔

میر محمد جعفر خاں کی مجلس ہولی کے سلسلے میں طباطبائی کا یہ بیان قابلِ ذکر ہے۔

---

۵۱ کلیات میر ص ۷۸۳ - - ۷۹۰۔ میر شیر علی افسوس نے آصف الدولہ کی ہولی کے جشن کا منظوم تفصیلی ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ "آصف الدولہ کا جشن ہولی اور افسوس کی مثنوی معاصر (حصہ اول) ص ۲۰-۲۹ اظفری نے لکھا ہے کہ ہولی کے موسم میں ایک روز نواب نے مجھے طلب کیا اور وہ رقص و سرود کی محفل میں شریک ہو واقعات اظفری ص ۷۹۔ نیز ملاحظہ ہو ہفت تماشا (اردو ترجمہ) ص ۹۲-۹۴

۵۲ دریائے لطافت (فارسی) ص ۶۴

© rasailojaraid.com